رب خدا

بے واسطہ نظارۂ شان جمال کر ۔ یہ بھی ہے اک غلط کہ نظر درمیاں رہے

آئینۂ آنندر!

حصہ سوم

معرفت

(ہندی اور اسلامی تصوف پر بسیط نظر)

مصنفہ و مؤلفہ

بابا گلاب چند آنند المعروف بہ شاہ آنند بنارسی

سری جے نارائن ست سنگ منڈلی،

سی ۱۴/۳۳ سین پورہ جیت گنج شہر بنارس

بپاس خاطر عزیز از جان طالب باایمان میاں عبدالرحمٰن انصاری ملازم فوج سرکاری

بغرض رہنمائی رہروان راہ معرفت اجازت طبع فرمودہ شد،

سلیمانی پریس پچھوڑ ٹی بارک بنارس

سنہ ۱۹۴۴ء ہدیہ ۱۲/

حق اللہ

فراق میں جنگل پور راجہ کسکندھا کے یہاں مقیم ہوئے تب برسات کا موسم آگیا۔ رام نے لچھمن سے کہا کہ
جاؤ ہنومان سے پوچھو کہ ایسا مقام بتائیں جہاں پر کٹیا ڈالکر بارش کے ایام ختم کر دیں۔ حسب الحکم
لچھمن گئے اور ہنومان سے مندرجہ بالا سوال کیا۔ ہنومان نے (جنکو بندر کہا گیا ہے) اپنی زبان نکالکر ہلائی
اور اعضاء رئیسہ کیجانب اشارہ کیا۔ لچھمن کو یہ ناشائستہ حرکت پسند نہ آئی اور غصہ ہو کر لوٹ
آئے۔ لچھمن کا تیور بدلا ہوا دیکھکر رام سمجھ گئے کہ لچھمن کو ہنومان نے کوئی نامعقول طریقہ سے جواب دیا ہے
جس سے وہ غضبناک صورت بناکر آرہے ہیں۔ آتے ہی پوچھا کہ کہو بھائی ہنومان نے کیا جواب دیا"
ج۔ لچھمن نے غضبناک لہجہ میں کہا کہ "بھائی صاحب آخر وہ جانور ہی ہے اس نے جواب کچھ نہ دیا
بلکہ زبان نکالکر ہلایا اور اعضاء رئیسہ دکھلاکر میرے ساتھ تمسخر کیا۔ آپکا خوف تھا ورنہ میں مارتا خیر درگذر"
رام ہنسے اور کہا کہ بھائی تم تو جلد غصہ ہو جاتے ہو اور اصل مفہوم کو نظر انداز کر دیتے ہو۔ ہنومان
نے اشارۃً یہ بتایا کہ ان دونوں چیزوں کو قابو میں کرلو پھر جہاں جی چاہے کٹیا ڈال دو۔ کسی کا خوف نہیں"
لچھمن یہ رمز سنکر بہت ہی محظوظ ہوئے۔

اسی طرز پر ایک شخص نے مجھسے یہ سوال کیا کہ حضور ختم المرسلین صلعم نے حبیب خدا ہوتے ہوئے
خدا کی بنائی ہوئی چیز کے کاٹنے (ختنہ) کے رواج کو کیوں جائز قرار دیا۔ دوست کا کام دوست
کی چیز کو بگاڑنا نہیں ہے۔ میں نے بہت ہی لجاجت کیساتھ ان سے عرض کیا کہ میاں اسلام خالص
روحانی مذہب ہے اور حصول روحانیت کے لئے زبان اور اعضاء تناسل پر دسترس پانیکی سخت
ضرورت ہے۔ زبان کے لئے تو حضور نے اسم اعظم کی تلقین فرمائی تاکہ اس میں اسے لگائے رکھیں اور
اعضاء تناسل کا ختنہ جائز کیا تاکہ لوگ یاد رکھیں کہ یہ چیز محافظت کرنیکی ہے۔ جسطرح لوگ کسیکو
کچھ یاد رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گانٹھ لگالو تاکہ بھولو نہیں۔ اس لئے یہ رسول کا منشا
ہے۔ اور اس کی وہ عظمت ہے کہ کوئی لڑکا بغیر سنت کے داخل حلقہ اسلام نہیں تصور کیا جاتا
بیچارے یہ روحانیت آمیز رمز سنکر خاموش رہ گئے۔ اگر ان سے صفائی وغیرہ کے لئے ستر کی بحث ہوتی
تو وہ بحث پر بحث کرتے۔ قصہ مختصر یہ کہ محاورات کے یہ سمجھو یعنی لنگوٹ بند ہونے کی تحقیق

श्रीगुरु सदा सहाय

بعونہ پیر و مرشد

ॐ

معرفت!

چون ز سیر معرفت آگہ شوی!
لفظ بگذاری۔ شوے معنی روی!

L7108

عشق الٰہی، عشق رسول یا عشق پیر میں جب انسان کمالیت کے درجہ پر پہونچتا ہے تو رموزِ الٰہی اُسے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ معرفت کے درجہ میں پہنچنے کے لئے تین طریقے بتائے گئے ہیں۔ اوّل عمل تطبیق جسے بھگتی یا عشق کہتے ہیں۔ دوم مجاہدات جسے اشٹانگ یوگ کہتے ہیں۔ سوم عمل تحلیل جسے گیان یوگ یا عرفان یا عمل تقطیع بھی کہتے ہیں۔

عملِ تطبیق کا تذکرہ جلد اوّل کتاب ہذا میں آچکا ہے۔ اس کے تکمیل کا صرف ایک راستہ ہے طلب کو بڑھانا طالب جس قدر طلب کو بڑھائیگا اُسی قدر جلد منزلِ مقصود پر پہنچیگا۔ مجاہدات کا مختصر ذکر جلد دوم میں کیا گیا ہے۔ ان اشغال کے علاوہ بہت سے دقیق اور دشوار گذار مجاہدات اور اشغال ہیں۔ جن کا ذکر اس لئے نہیں کیا جا رہا ہے کہ اب زمانہ ان کے کرنے کا نہیں ہے۔ ان کے لئے لنگوٹ بندی اور زبان بندی کی سخت ضرورت ہے۔ جو اب بالکل مفقود ہے۔ قدرت نے دونوں اعضا پر لگام لگا دیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر روحانیت حاصل کرنا ہے تو ان دونوں کو قابو میں رکھو۔ اسی سلسلہ میں ایک تاریخی روایت سناتا ہوں۔ راجہ نیدر اور رکھی جب سیتا کے

(۲) عین الیقین و (۳) حق الیقین۔
کتب ہائے فلسفہ۔ فقہ اور منطق کے ذریعہ سے اور نیز صانع کی صنعت کو دیکھنے سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے۔ علم سینہ کے ذریعہ عین الیقین اور حق الیقین کے مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ اول۔ حواسی۔ دوسرا قیاسی۔ اور تیسرا حسی باطنی یا روحی و روحانی علم ہے یا اسکو اول شریعتی۔ دوئم طریقتی اور سوئم معرفتی علم کہلاتا ہے۔ جیسے ہندی فقراء کرم۔ اپاسنا اور گیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی کو تصوفانہ اصطلاح میں طلب۔ عشق اور معرفت کہتے ہیں۔ اول کثیف۔ دوسرا لطیف اور تیسرا الطف ہے۔
کتاب انوار الاذکیا میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "علم الیقین وہ ہے کہ ہمکو پیغمبروں کی زبان مبارک سے پہنچا۔ اور عین الیقین وہ ہے کہ بواسطہ قلوب کے اسرار میں ہدایت کی لو سے پہنچے۔ اور حق الیقین وہ ہے کہ اس عالم میں اسکی طرف راہ نہیں ہے"۔
کتاب ہذا کے جلد اول میں بتا چکے ہیں کہ پریم (محبت) کے راہ میں ظلمت (بیرہ) کا ہونا ضروری ہے۔ اور انتہائے طلب کو عشق کہتے ہیں جسکو ہندی فقراء نے بھگتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جب اس کے ذریعہ مطلوب کی قربت ہونے لگی تو اسکے رموز معلوم ہونے لگے۔ اسکو عرفان یا گیان کہا ہے۔ اس مدارج سے گذر کر جب اصلیت کا یقین کامل ہوتا ہے "من تو شدم تو من شدی" کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ تو وہی حق الیقین حقیقت یا وگیان کا درجہ کہلاتا ہے۔ جسکو مہاراج کبیر داس بانی اکھو دیکھ کیں اختصار کے ساتھ بتاتے ہیں کہ

سمجھے ہی سے گیان ہے۔ ان سمجھے اگیان
سمجھی سمجھی وچار لہی۔ سو کہیے وگیان

حضرت جنید بغدادی رح معرفت کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔ معرفت التعرف

ضرورت ہے۔ مزید برآں اسیرِ وجود کی بھی ضرورت ہے جو آجکل کے زمانے میں ناممکن ہے۔ سامنے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو جو تعلیم فرمائی قابل توجہ ہے۔

"وھو ھذا یا ولدی فکرک فیک یکفیک واعلک ودواءک فیک لیس منک خارجا بہنیک انت ام الکتاب یا ولدی انت جسمۃ صغیرۃ وفیک عالم اکبر"

ترجمہ۔ اے فرزند! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں نہاں ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو ام الکتاب ہے۔ اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہاں ہے۔ بقول ؎

ابلہاں حیراں۔ آیا۔ حق کجاست — در زمیں ست۔ یا کہ۔ اندر سماست
یا کہ بر عرش عظیمش جائے اوست — یا کہ در خلد بریں ماوائے اوست
حق عیاں ست۔ اے برادر۔ جاودان — تو عیاں را۔ جو۔ چہ می جوئی نہاں؟
حق توئی۔ حق را تو میجوئی کجا — خویش را بشناس تا یابی خدا

دوسرا صوفی کہتا ہے ؎

خدا سے کر دیا کیسے جدا۔ زیر و زبر ہو کر — سمجھ پھر یہ نقطہ کا۔ تم اہل نظر ہو کر
مثالِ چشم ہو تم۔ دیکھتی ہے ساری دنیا جو — مگر خود کو۔ نہیں وہ دیکھتی۔ اہل نظر ہو کر
نظر کو تم نظر سے ہو سکے تو پہلا دیکھو! — خدا خود میں نظر آئیگا خود تارِ نظر ہو کر
نظر کی آئینہ دو سے گر کہہ رہی ہے صاف الا اللہ — جو تمہارے نظر سے سن تو ہمراز باخبر ہو کر
جو دیکھا تھے خود کو پھر رہا کیا دیکھنا باقی — خدا خود میں نظر آنے لگا خود پردہ در ہو کر
یہ نہ چلتا ہے ختم المرسلین کے ذاتِ اقدس سے — بنے محبوب خود میں پاک خود کو۔ وہ بشر ہو کر

حمید آنند ہی ہے رہتا ہے ہر ساعت ہر ایک لحظہ
پتہ اوسکو کہاں کب شام ہوتی ہے سحر ہو کر

اسپار پاس عمل تحلیل۔ اس کے حصول کے لئے تین طریقے بتائے گئے ہیں۔ (۱) علم الیقین

اُسی نقطہ کے اُلٹ پھیر کو جاننا کہ جسکے باعث خدا سے جُدا ہو جاتا ہے، معرفت ہے۔ یا سیدھی زبان میں جس نے بیٹے کو جانا باپ کو جان لیا، جس نے رسول کو جانا مانا اُس نے خدا کو جان لیا۔ جس نے آئینہ کو جانا اُس نے آئینہ ساز کو جان لیا۔ جس نے نور کو جانا اُس نے نور آفرین کو جان لیا۔ جسنے کرنوں سے وابستگی پیدا کی اُس نے آفتاب تک رسائی کی۔ اِس رمز کو جان جانا ہی معرفت ہے معرفت کوئی اور چیز نہیں ہے۔ بقول ؎

خود کو خود میں سما کے دیکھ لیا	سب کرشمے خدا کے دیکھ لیا
ڈھونڈتے پھرتے تھے دیر و کعبہ میں	در مرشد پہ جا کے دیکھ لیا
دیکھنے والوں ذرا نہیں جھلکا	کاسہ کربلا کے دیکھ لیا
رنگ لا الٰہ الا اللہ	کھیل سب مصطفٰے کے دیکھ لیا!
آمد و شد نفس پہ رکھ کے نظر	رنگ فنا و بقا کے دیکھ لیا

کوئی آنند سا نہ ملا نہ حنیف
کتنوں کو آزما کے دیکھ لیا

(دفینہ آنند)

بعض بزرگان دین نے معرفت کے دو اقسام بتائے ہیں :-

ایک اکتسابی دوسرا وجدانی۔ اوّل بذریعہ مجاہدات حصول علم اور صحبت فقراء و ہمچنان حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا محض کرم پیر پر مبنی ہے۔ مجاہدات کے متعلق ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آجکل کے زمانے میں مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ ہاں عملیات اور مشاغل کا سلسلہ موجود ہے۔ مفقود نہیں ہوا ہے۔

خداوند کریم ذات اور صفات کا مجموعہ ہے۔ جن لوگوں کا رجحان طرح صفات کے جانب ہے وہ بذریعہ عملیات علم الیقین کو حاصل کرتے ہیں۔ جب ان کو کلام پاک کے مخصوصہ کے پڑھنے و چلہ کشی وغیرہ کرنے سے حصول مدعا دنیاوی ہونے لگتا ہے تو ان کو خدا اور اسکے

(۲) معرفت تعریف

معرفت تعرّف وہ ہے کہ اپنے آپ کو مطلوب کے ساتھ آشنا کرے۔ اور معرفہ تعریف وہ ہے کہ مطلوب کو شناسا کرے ساتھ اپنے۔ ع
در اپنا کسیکو کرو۔ یا ہو رہو کسی کے

حضرت فتح موصلی رح فرماتے ہیں کہ اہل معرفت وہ لوگ ہیں کہ جب بات کہتے ہیں خدا تعالیٰ کی کہتے ہیں۔ اور جب عمل کرتے ہیں خدا تعالیٰ ہی کے واسطے کرتے ہیں اور جب طلب کرتے ہیں خدا تعالیٰ سے خدا تعالیٰ ہی کو طلب کرتے ہیں ؎

نفی گردان از دل خود ما سوا
تا نہ گنجد در دلت غیر از خدا

تم سوال کروگے کہ بدون مطلوب کو جانے بوجھے یا دیکھے بھالے طلب کیسے بڑھے؟ سوال معقول ہے۔ اسی کا حل تو یہ ہے کہ پہلے گرو یا پیر کے قدم میں جاؤ۔ بیعت کرو، گرو دکشھا ہو۔ جسقدر پریم اور بھگتی۔ طلب اور عشق ہو پیر کے ساتھ برت کر دل کو اسکا محو کر بناؤ۔ جب دل اس رنگ میں رنگ جائیگا تب پیر تمہیں نام الٰہی یا اسم اعظم عطا فرمائیگا۔ جو طلب عشق۔ اور مطلوب کے رموز جاننے کی کنجی ہے اور ان رموز کو جان جانا ہی معرفت ہے۔ اسی لئے صوفیائے کرام نے پہلے فنا فی الشیخ کا درجہ رکھا ہے۔ شیخ نام کے ورد کے ذریعہ تمکو نور یعنی شبد انا ہست (صوت لایزالی) کی شناخت کرا کے فنا فی الرسول بنا دیگا۔ یعنی روح جو نور نبوی ہے اوس سے وابستہ کرا کے فنا فی اللہ کر دیگا۔ اور خدا اور خودی کے پردہ کو ہٹا کر معرفت الٰہی کا شناسا بنا دیگا۔ کیونکہ ؎

جان جملہ علمہا این است و بس ۔ کہ بدانی من کیم در یوم دین

تب تک محض انھیں کتب کا مطالعہ کرے جنکو خیال کرے کہ پیر کے بتائے ہوئے راستے کی جانب خیالات کو لیجانے والی ہیں۔

ہمخیالوں کی صحبت بھی سمندِ علمِ ذاتِ الٰہی کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ اس لیئے کہ جب اور جہاں ہمخیالوں کا جمگھٹ ہوگا وہاں یہی چرچا رہیگا کہ ؎

هیچ میدانی چه چیزی چیستی کیستی   خویش را دریاب دایم هستی و یا نیستی
آنکه میگوید کلیم ست آنکه می شنود کیست   آنکه می بیند بصیرت پس بگو تو کیستی؟

ان مسائل کے حل کرنے میں طبیعت اپنے دایرہ کے اندر ہی رہیگی۔ مگر کہ نہ چھوٹیگا اور معلومات بھی بڑھتی ہی جائینگی۔

* * *

معرفت وجدانی کی تفسیر بہت سے لوگوں نے بہت طرح پر کی ہے۔ مگر میری ذاتی رائے میں معرفت وجدانی مکتسبہ نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا داد ہوتی ہے۔ یا یوں کہیئے کہ نوشتہ لوح ہے۔ جیسے ہندی سنسکار کہتے ہیں۔ بقول ہندی شاعر ؎

یہ گن سادھن سے نہیں ہوئی   تمھری کرپا پاوے کوئی کوئی
جنھی چاہو تیہی دیہو جنائی   جانت تمھیں تمھیں ہی ہوئے جائی

(مطلب۔ یہ خوبی کسب سے حاصل نہیں ہوتی تمھارے کرم سے کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے تم جسے چاہتے ہو بتا دیتے ہو۔ اور وہ تمھیں جانکر خود تم میں ملجاتا ہے۔ یا تم سا ہوجاتا ہے)۔

جو ذاتِ پیر اور ذاتِ خدا میں بھید نہیں مانتے جانتے" اونکا یہ کہنا ہے کہ پیر کے نظر کرم سے یہ درجہ اولی ترین حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے کسبی وسیلے سے نہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین کے درجہ سے گذر رہا ہوا اور حق الیقین کے درجہ میں پہنچا ہوا ایک فقیر اپنی خادمہ کے کے زبان میں یوں پیر کی ثنا کرتا ہے ؎

ٹیک   میں پیر تری رحمت پہ واری

کلام کے شرف اور برکت کا یقین ہونے لگتا ہے اور جو تو صفات الہی انھوں نے پڑھی تھیں جب آنکھ دیکھائی دیتی ہیں تب انھیں علم الیقین سے عین الیقین حاصل ہونے لگتا ہے۔

میری ذاتی رائے ہے کہ عامل عموماً جنت اور دوزخ ۔ بیم ورجا ۔ اور دنیا و ما فیہا کے پھیر میں پڑ کر تناسخ کے قید و بند سے آزاد نہیں ہو سکتے ۔ مرید یا ان کے وحدانیت خالص کے قائل بھی نہیں ہوتے اس لئے کہ ارواح ۔ ملائکہ ۔ موکل [illegible] کے پرستار ہو جاتے ہیں۔

جو ذات الہی کے جاننے کے شائق ہوتے ہیں وہ بذریعہ شغل اشتغال کلمہ کے اندرونی صدا یا صوت لایزالی میں اپنے تصور کو حسب ہدایت پیر و مرشد ۔ لگا کر ذات کی واقفیت حاصل کرکے اسمیں اپنی ذات کو حلول کرکے ۔ انا الحق ۔ کا یقین حاصل کر لیتے ہیں اسلئے یہ طریقہ افضل اور عملیات کا ارذل ہے۔

اس طبقہ کے لوگ بسا اوقات صحبت فقرا و کاملین کو فقہ اور منطق کی کتابوں پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ؎

اولیا را ہست قدرت از اله — تیر جستہ باز گرداند ز راه

از صفای اولیا گر شد جلی — تو ہلاکی ۔ زانکہ جزوی نے کلی

ہمنشینی یک نفس با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بین کہ اسرافیل وقت اند اولیا — مردہ را زیشان حیات ست و نما

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی — چون بصاحب دل رسی گوہر شوی

اور حقیقت یہ ہے کہ ؎

خواہی کہ درون خویش مولا یابی — با خاص ۔ بہ اخلاص نشستن با یابی

دیدہ چو بحل چلہ اچھے نہ بپیدا یابی — از نیک نظر خاص ہویدا یابی

کشف باطنی کا میں تو انکاری نہیں ہوں مگر میری رائے ہے کہ جب تک وسیع نظری حاصل نہ ہو

لوگ ہیں کہ انوار اور طاعات اور اذکار سے منور ہوگئے ہیں اور انشراح صدر پیدا کیا ہے۔
ابرار سجین تحتانی کے اندر اور مقربین علیین فوقانی تک پہنچے ہیں ۔

اعلیٰ حضرت جناب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ معرفت کی صورت کا مرقع ایک عارف کی حالت بیان کر کے ظاہر فرماتے ہیں۔ آپ کا فرمانا ہے کہ "عارف کو ہر وقت ولولہ عشق کا ہوتا ہے اور ہر وقت خدا کی قدرت و آفرینش میں متحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو وہم دوست کا ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو ذکر دوست کا ہے۔ اگر سوتا ہے تو خیال دوست میں تحیر ہے۔ اگر جاگتا ہے تو دوست کے حجاب عظمت کے آس پاس گھوم رہا ہے"

اسی خیال کو کبیر صاحب اپنی ٹھیٹھ زبان میں یوں ادا فرماتے ہیں :-

ٹیک ۔ سنتو سہج سمادھ بھلی
گوروپرتاپ بھیو جادن سے ۔ سرتا نہ انت چلی ...... سنتو سہج ۔

۱۔ آنکھ نہ موندوں ۔ کان نہ روندوں ۔ کایا کشٹ نہ دھاروں
کھلے نین میں ہنس ہنس دیکھوں ۔ سندر روپ نہاروں .. سنتو سہج ۔

۲۔ کہوں سو نام ۔ سنوں سوئی سمرن ۔ کھاؤں پیوں سو پوجا
گرہ اجاڑ ۔ ایک سم لیکھوں ۔ بھاو مٹاؤں دوجا سنتو سہج ۔

۳۔ جہاں جہاں جاؤں سوئی پرکرما ۔ جو کچھ کروں سو سیوا
جب سوؤں تب کروں ڈنڈوت ۔ پوجوں اور نہ دیوا سنتو سہج ۔۔

۴۔ شبد نرنتر مناں راتا ۔ ملن باسنا تیاگی
اٹھت بیٹھت ۔ کبھوں نہ بسرے ۔ ایسی تاڑی لاگی ... سنتو سہج ۔۔

۵۔ کہیں کبیر یہ انمنی رہنی ۔ سو پرگٹ کر گائی
دکھ سکھ کے پرے ۔ پرم پد ۔ سوئی پد رہیو سمائی سنتو سہج ...

۱۔ وسعتِ شفقت جب سے پھیلا — دور ہوئی کلفت ساری — میں پیر"
۲۔ نظرِ محبت جب سے ڈالا — آنکھیں کھلیں۔ ہوئی بیداری — میں پیر"
۳۔ بادۂ وحدت جب سے پلایا — ہوگئی نشہ میں۔ متواری — میں پیر"

سب ہم پیر ہے۔ ورنہ خالوں
کہاں آنند۔ اور میں بیچاری (خزینۂ آنند)

دوسرے مقام پر یہی صوفی بادۂ وحدت سے سرشار ہوکر اپنے ایک طالب کے زبانی یوں نغمہ سرا ہوتا ہے۔

چون بادۂ وحدت مرا۔ از پیر عطا شد — بوئے دوئی کاندر سرِ من بود۔ ہوا شد
ہر سو نگہ بہ بینم۔ بہ نظر غیرے نہ آید — شکر است کہ۔ دلِ پاک زِ فکرِ من و ما شد
چون مشربِ دو بابہ۔ دلِ من بود نہ یکسو — از یک نظرے قبلہ گرے۔ قبلہ نما شد
در دیر و حرم۔ تفرقۂ ہیچ نہ بینم — زان وقت کہ آئینۂ دل۔ پاک و صفا شد
آوازِ جرس۔ بانگِ اذان۔ دو نہ نماید — ہر یک بہ رہِ یار۔ مرا راہنما شد
قطرہ چون بہ دریا رود کے قطرہ بماند — چہ جائے تعجب است۔ اگر بندہ خدا شد
عشاق چون منصور بگفتند "انا الحق" — اللہ بداند کہ انا آنہا۔ چہ خطا شد

از مرشد آنند رضا یافت وثیقت
ہر ست چہ؟ اگر بر درِ آن شاہ گدا شد (سفینۂ آنند)

کہیں پر لکھا دیکھا ہے کہ اہلِ معرفت دو قسموں پر ہیں اور انکو کہیں کہیں ابرار و مقربین کہا گیا ہے۔ اور کہیں اصحاب الیمین اور سابقین بھی لکھا ہے۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک سابقین اور مقربین وہ ہیں کہ جو صاحبِ محبت ذاتیہ کے ہیں کہ محبت اُنکی اللہ کے ذات سے ہے۔ اور ابرار و اصحاب الیمین وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت انعام کی توقع پر رکھتے ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مقربین اور سابقین فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہیں اور ابرار و اصحاب الیمین و

اندرونی تسبیح کو سنتے ہیں جیسے شاغلان سلطان الاذکار اور دوسرے وہ جو بدون کسی مجاہدہ کے آواز غیبی سنتے ہیں جیسے کہ صوت سرمدی کے شاغلان ۔ اسی طرح عملی تحاسیل کے شاغلان کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ ایک وہ سالک جو خود بخود اپنے سے گذر کر وجد میں رہتے ہیں ۔ دوسرے وہ جو خواہش کرکے یا بذریعہ اشتغال اپنے میں بیخبری پیدا کرتے ہیں جیسے تواجد کہتے ہیں ۔ اول کی معرفت وجدانی ہے اور دوم کی استدلالی ۔ ان سالکوں کی دو قسمیں اور ہیں ۔ (۱) لازمی جو خود کیفیت میں رہتے ہیں ۔ مگر دوسرے پر اثر نہیں ڈال سکتے ۔ (۲) متعدی ۔ جو خود کیفیت میں رہتے ہوئے دوسروں کو بھی متاثر کرسکتے ہیں ۔ انکی تعداد کم ہے ۔ یہ لوگ ذکر کا سہارا کم تر لیتے ہیں ۔ محض بذریعہ فکر اپنا کام سنوار لیتے ہیں ۔

فکر بھی بخیال مدارج تین اقسام پر منقسم ہے :-

(۱) فکر عام ۔ بے ثباتی دنیا و تغیر حال اپنے پر غور کرنا ۔

(۲) فکر خاص ۔ واسطے حصول نجات ابدی کے فکر کرتے رہنا

(۳) فکر اخص الخاص ۔ بجز ذات واجب الوجود کسی دوسرے کو نہ جاننے حتی کہ عرفان بھی جاتا رہے

چنانچہ تیسرے طبقہ کے کاملین دنیا اور ما فیہا سے بیخبر ہوکر سرور ابدی کے نشہ میں چور رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جو یہ کہنے کے حقدار ہیں کہ ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہمکو بھی
اب ہماری خبر نہیں آتی

یہی لوگ ہیں جو "انا الحق" "अहम् ब्रह्मास्मि" کہنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ گو کچھ کہتے نہیں اس لیے کہ صاحب حال ہیں ۔ قال کہاں سے ہو ۔ کاش کچھ کہتے بھی ہیں تو بس اتنا ہی کہ ؎

در خود غلطم کہ من چہ نامم
معشوقم و عاشقم ۔ کدامم ؟
من چشم بستہ ام ز اغیار
در طلب خویش مبتلا ام

ذیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے عارفین و سالکین اپنی اپنی حالت کو جان سکتے ہیں کہ کس مقام تک انکی رسائی ہوچکی ہے ۔

ایسا سالک۔ ایسا عارف جب مست ہوتا ہے تو زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہے ؎

بام جاناں تک ہماری جبہ سائی ہوگئی — ختم اُس دن ہی سے ساری جبہ سائی ہوگئی
راستہ بیڈھب تھا اسمیں شک نہیں اُس بام کا — فضل مرشد سے مگر مشکل کشائی ہوگئی
ختم چلّے ہوگئے تسبیح گردانی چھٹی — الوداع ساری ریاضت۔ پارسائی ہوگئی
سامنا ہوتے ہی بس جاتا رہا سارا حجاب — دونوں آئینوں کی آپسمیں صفائی ہوگئی
آنکھیں ہم۔ اور ہم میں وہ ماسوا کہلانے لگے — خود خدا میں جاکے جذب اُسکی خدائی ہوگئی
ما و تو کے قید سے ہم کیسے سستے چھٹ گئے — خود نمائی جب گئی تب رونمائی ہوگئی

کیا کہیں آنند۔ اب کہنے کو کیا باقی رہا
جسطرح اس طرح میں۔ طبع آزمائی ہوگئی (تخیلات آنند)

عملِ تحلیل یا گیان یوگ

قومے۔ بہ نماز وروزہ۔ حق می جویند — جمعے بہ رہ کعبہ۔ رہے می پویند
بعضے گویند۔ ماسوا۔ چیزے نیست — حق۔ جانب آنہاست۔ کہ حق می گویند

اُوپر ہم اس عمل کے متعلق صفحات ۴ و ۵ میں اشارتاً کچھ لکھ چکے ہیں۔ جسطرح عمل تطبیق (بھگتی) حصول نجات کا ذریعہ ہے اُسی طرح عملِ تحلیل بھی ہے۔ مگر واضح رہے کہ جسطرح بدون طالب کے عشق (بھگتی) ناممکن ہے۔ اُسیطرح بغیر عشق (بھگتی) کے گیان یا معرفت کا حصول بھی امر محال ہے۔ جن کے دلوں میں پہلے سے بھگتی کی آگ مشتعل رہتی ہے وہی حقیقت کے بحر ناپید اکنار میں غوطہ زن ہوکر عارف یا ولی اللہ کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ انکو ویشنوی ہنس اور پرم ہنس کہتے ہیں۔ شاکت کیول کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اور شیوی اگھوری کہتے ہیں۔

جسطرح شاغلانِ مسمریزم اندرونی کے دو اقسام ہیں یعنی ایک تو وہ جو بذریعہ [illegible] ہوا سے

آ گیا جیکر شخفی آتما کا مقام۔ نام شیونیتر۔ تعبیر اتل۔ دو دل کمل ترکٹی۔ رنگوں کا مخزن	لطیفۂ ششم۔ نام اخفیٰ منسوب بہ فلک مشتری۔ منزل ہاہوت۔ مقام وحدت سالک معشوقی۔	طبقہ مشتری مقام اخفیٰ
تو لین ہو جاتے ہیں۔ نام ست لوک۔ مقام مکتی۔ یا نجات	لطیفۂ ہفتم منسوب بہ فلک زحل کرسی۔ علم کل و تسلسل کل۔ فنا فی اللہ اور فنا فی البقا کا درجہ اسی مقام پر حاصل ہوتا ہے۔ اسی طبقہ پر تمام جسم زبان ہو جاتا ہے۔ اس لطیفہ کا نام قدسی ہے۔ مقام ام الدماغ	طبقہ زحل مقام قدسی

(۱) بذریعہ ذکر یعنی سماع صوت لایزالی (انہد شبد) یہ مدارج حاصل ہوتے جاتے ہیں۔

(۲) بذریعہ فکر بھی شاغلین ان مدارج پر دسترس پا سکتے ہیں۔

(۳) جس وقت انسان لذات نفسانی کے جانب رجوع ہوتا ہے تو وہ حالت ناسوتی ہے جس وقت اپنے ثنا کے جانب متوجہ ہوتا ہے تو وہ حالت ملکوتی ہے جس وقت طرف اپنے شناسائی کے رجوع ہوتا ہے۔ اور انی انا (میں ہی ہوں) کی صدا لگاتا ہے تو وہ حالت جبروتی ہے۔ اور جس وقت سارے جذبات اپنے آپ میں جذب ہو جاتے ہیں تو وہ حالت لاہوتی ہوتی ہے۔

(باقی دارد)

مقامات تعارف

نمبر	نام مطابق یوگ	تفصیل مطابق علم یوگ ہندی	تفصیل اسماء حسب تصوف اسلام	طبقہ و مقام
(۱)	[illegible]	مولادھار چکر - گدا چکر پرتھوی تتو - مالک گنیش - رنگ پیلا	لطیفہ اوّل - نام قلبی - آسمان اوّل منسوب بہ فلک قمر - مقام شریعت منزل ناسوت - سالک واقف	طبقہ قمر مقام قلبی
(۲)	[illegible]	سوادھشٹان چکر مقام آلہ تناسل جل تتو - چھ کون - رنگ سفید مالک کالا	لطیفہ دوم - نام روحی - آسمان دوم - منسوب بہ فلک عطارد - منزل ملکوت - مقام طریقت - سالک واصف	طبقہ عطارد مقام روحی
(۳)	[illegible]	منی پورک چکر - مقام ناف - اگنی تتو - آٹھ کون - رنگ لال مالک وشنو	لطیفہ سیوم - مقام سرّی - آسمان سیوم منسوب بہ فلک زہرہ منزل جبروت مقام حقیقت - سالک عارف	طبقہ زہرہ مقام سرّی
(۴)	[illegible]	اناہت چکر - مقام دل - وایو تتو - بارہ کون - رنگ سبز مالک شیو	لطیفہ چہارم - نام سرّ سرّی آسمان چہارم منسوب بہ فلک شمس - منزل لاہوت مقام معرفت - سالک عاشق -	طبقہ شمس مقام سرّ سرّی
(۵)	[illegible]	کنٹھ چکر - آکاش تتو رنگ نیلا مالک سرسوتی	لطیفہ پنجم - نام خفی - منسوب بہ فلک مریخ آسمان پنجم منزل ہاہوت - سالک عشق	طبقہ مریخ مقام خفی

شکریہ اصحاب چندہ دہندگان -

میاں ولی داد خانصاحب	۵	میاں کریم بخش صاحب	عہ
حافظ نصیر احمد صاحب	۳؍	مسٹر یم آر چودھری صاحب	عہ
میاں حشمت جان صاحب	عہ	میاں لال محمد صاحب	صہ
میاں محمود الحسن صدیقی صاحب	۵	علدار الیسین صاحب	صہ

مرہون منت :- انصاری

تصنیفات بابا گلاب چند آنند المعروف بہ شاہ آنند بنارسی

اردو

		قیمت
تخیلات آنند	غزلیات تصوفانہ	قیمت ۱۲؍
گنجینۂ آنند	"	۶؍
خزینۂ آنند	"	۳؍
سفینۂ آنند	" اردو فارسی	۳؍
دفینۂ آنند	" "	۳؍
نماز باترجمہ معہ تشریحات روحانی		عہ
آبگینۂ آنند جلد اول		۸؍
" جلد دوم		۱۲؍

بھاشا

	قیمت
آنند بھنڈار معہ فوٹو بھجن رکھلی - ہولی چیتی دوہا	عہ
آنند بھجن مالا " (ایضاً)	عہ
آنند سمرنی " (ایضاً)	۶؍
جانکی منوبلاس " (ایضاً)	۸؍
گورو بھگت جیپال (نثر) ہیرا ورمرکز فیالکف	-
معہ سوانحعمری ہیر پرست بھگتان	عہ

انگریزی

اوتر گیتا ترجمہ سنسکرت بزبان ہندی انگریزی	عہ

(محصول ڈاک علاوہ)

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر گوپال چند سریواستو - بیچ پرکس - دیدلبشارد

نمبر ۲/۱۲۲ - سین پورہ چیت گنج بنارس